ولیم اے گراہم کی کتاب
Divine World and Prophetic World in Early Islam
کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر محمد عمران☆

ABSTRACT

Keeping in view the east west confrontation in different ideological fields, in the following study the orientalist movement has been taken into account as a whole. Since William A. graham is a well-known orientalist and very famous critic of Islamic shariah and his book in which the former has dealt with the concept and history of hadith e qudsi. A concise introduction of the person and work of William A. graham has been the focus of the present article. Keeping in the view the importance of American Council of Learned Societies Prize for Best First Book in the History of Religions (Divine word and Prophetic word in early Islam 1979), it is hereby tried to have a deep and precise review of the said work.

☆ اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ علوم اسلامیہ) دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

اس وقت مغرب اور مشرق دو متصادم تہذیبیں بن چکی ہیں۔ مشرق سے مراد مسلمان ممالک اور مغرب سے غیر اسلامی اقوام اور ممالک مراد لئے جاتے ہیں۔ آج کل مغربی اقوام اسلام کے خلاف ہر وقت کمربستہ رہتی ہیں۔ مغرب کے ایک طبقہ نے مشرقی علوم کے مطالعہ کو اپنایا اور اس پر تحقیق شروع کر دی۔ بدقسمتی سے دور حاضر میں مغربی تحقیق کو معیار مانا جاتا ہے حالانکہ بغور جائزہ لینے سے ان کے معیار کا کھوکھلا پن واضح ہو جاتا ہے۔ مغرب کے وہ سکالرز جو مشرقی علوم پر دسترس رکھتے ہیں انہیں مستشرقین کہا جاتا ہے[i] دور جدید میں وہ ایریا سٹڈی سپیشلسٹ[ii] کہلوانا پسند کرتے ہیں ان کے مختلف گروہ ہیں اور ان کے دائرہ تحقیق بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں مگر ہدف ایک ہی ہے۔ کسی بھی طرح سے مسلمانوں کے علوم، ثقافت اور تاریخ کے بارے میں غلط شبہات پیدا کرنا[iii]۔ ان میں سے بعض قرآن و حدیث اور بعض تاریخ پر قلم اٹھاتے ہیں۔ حدیث پر قلم اٹھانے والوں میں سے ایک ولیم اے گراہم ہے۔ حدیث قدسی ولیم۔ اے۔ گراہم کی دلچسپی کا خاص موضوع ہے۔ اور اسی موضوع کو اپنی کتاب میں زیر بحث لاتے ہیں۔

شریعت کا اولین مآخذ قرآن ہے قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جسے اس نے بذریعہ وحی محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ اسے وحی متلو بھی کہتے ہیں۔ شریعت کا دوسرا بڑا مآخذ حدیث ہے لغوی اعتبار سے حدیث کا معنی ہے نئی بات اور نئی چیز وغیرہ۔ اصطلاحی اعتبار سے حدیث سے مراد نبی کریم ﷺ کا قول، فعل اور تقریر ہے۔ اسے وحی غیر متلو بھی کہتے ہیں۔ حدیث کی ایک قسم "حدیثِ قدسی" ہے۔ قدسی، "قدس" کی طرف نسبت ہے۔ قدسی کا معنی پاکیزہ و منزہ ہونا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے حدیثِ قدسی سے مراد وہ حدیث ہے جس میں رسول، اللہ سے روایت کریں کہ یہ اللہ کا کلام ہے اس میں لفظ یوں ہوتے ہیں:

قال رسول اللہ فیما یرویہ عن ربہ عزوجل، او قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ (او یقول اللہ تعالیٰ)[iv]

مؤلف کا تعارف:

نام: William Albert Graham   پیدائش: Raleigh, N. C :۱۹۴۳

شہریت: امریکی   مذہب: عیسائی

شادی و اولاد: Barbara Stecconi Graham سے شادی ہوئی اور ان کی واحد اولاد Powell Louis Graham ہے۔

تعلیم: گریجویشن: یونیورسٹی آف نارتھ کیرولینا، چیپل ہل سے ۶۴۔۱۹۶۱ء میں گریجویشن اور ۶۔۱۹۶۵ء میں لاڈ سے تقابلِ ادبیات کی ڈگری حاصل کی (جرمن اور فرانس کا قدیمی ادبی مطالعہ)۔ ماسٹرز (۱۹۷۰): ۷۳۔۱۹۶۶ء میں مذاہب کے تاریخی

تقابلی جائزے میں اسلامیات میں تخصص کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹریٹ: ۱۹۷۳ء میں ہارورڈ یونیورسٹی، گریجویٹ سکول آف آرٹس اینڈ سائنسز سے حاصل کی۔

تعلیمی تقرریاں : ہارورڈ یونیورسٹی فیکلٹی آف آرٹس اینڈ سائنسز میں ۷۹-۱۹۷۴ء میں اسسٹنٹ پروفیسر، ۸۱-۱۹۷۹ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر اور ۸۶-۱۹۸۱ء تک سینئر لیکچرار رہے۔ ولیم اے گراہم نے 2002 سے 2012 تک ہارورڈ یونیورسٹی کے شعبہ الٰہیات کے ڈین کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ تاہم اب وہ صرف ریسرچ اور درس وتدریس کررہے ہیں۔

Publications (Books):

1995- Encyclopedia of the Quran (6 vols.

1977- Divine Word and Prophetic Word in Early Islam: A Reconsideration of the Sources, with Special Reference to the So-called "Hadith Qudsi".

2002- Three Faiths, One God

2010- Islamic and Comparative Studies: Selected Writings.

Publications (Articles):

1990- "Koran and Hadit", Chapter 2 of Orientalisches Mittelalter.

1992- [Book review] Gordon Newby, The Making of the Last Prophet, in History of Religions.

1997- Condensation of Academic Paper: "The study of the Hadith in Modern Academics: Past, Present and Future".[۷]

تعارف کتاب

Divine Word and Prophetic Word in Early Islam

مصنف ولیم اے گراہم نے اپنی کتاب میں مخصوص منفرد انداز میں حدیثِ قدسی اور اس کے تاریخی پس منظر پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کتاب میں بمع ضمیمہ ۲۶۸ صفحات ہیں جو کہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

PART ONE: REVELATION IN EARLY ISLAM

ابتدائے اسلام میں وحی سے متعلق ہے۔ اس حصے میں مصنف نے ابتدائی دورِ اسلام کے معاشرتی حالات، وحی کی ابتدائی تدوین و تدریج اور اس کے متعلق ابتدائی مسلمانوں کی افہام و تفہیم کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اس حصہ میں دو ابواب شامل ہیں۔

1. The early Muslim understanding of prophetic revelatory event

مصنف نے اس باب کو مزید دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے

A: The Unity of the Prophetic Revelatory Event as the Basis of Muslim Traditionalism

مذکورہ فصل کا آغاز ولیم اے گراہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰعنہ کے وحی سے متعلق قول سے کیا ہے۔ اس فصل میں مصنف نے وحی کی حتمی اہمیت اور اس کے اس دور پر مرتب اثرات کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کا تجزیہ کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی مرکزیت خود بخود ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔

B: The Unity of Prophetic Word and Divine Word as Channels of Authority

اس فصل میں موصوف نے اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں تفریق و تطبیق کو نمایاں کیا ہے۔

2: Concepts of Revelation in Early Islam

یہ باب نبی کریم ﷺ کے اعمالِ حسنہ اور صحابہ کرام کے اعمال و افکار کی بقیہ لوگوں کے لئے قابلِ تقلید ہونے سے بحث کرتا ہے۔ اس باب کی دو فصلیں ہیں۔

A: The Early Muslim Understanding of Quranic Revelation

یہ فصل ابتدائی مسلمانوں کے قرآنی وحی اور ذاتِ رسول ﷺ کے متعلق فہم و ادراک اور دریں اثناء باہمی اختلافات کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ جس میں قرآنی الفاظ اور نزولِ وحی کی نوعیت، قراءت کے مختلف انداز اور اقسامِ وحی پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

B: The Early Muslim Understanding of Extra-Quranic Revelation

اضافی قرآنی وحی یعنی حدیثِ نبوی ﷺ اور حدیثِ قدسی کے متعلق ابتدائی مسلم امّہ کے فہم و ادراک اور ان کے نظریات کا بیان اس فصل کا موضوع ہے۔

PART TWO: THE DIVINE SAYING

اس حصہ میں کلامِ الٰہی، اس کی اقسام، مواد، اطلاق اور تاریخ کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ یہ حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

1: The Divine saying as problem

اس باب میں کلامِ الٰہی یعنی حدیثِ قدسی اور اس کے بعد کے اضافہ جات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

A: The Divine Saying in Western Scholarship

یہ فصل حدیثِ قدسی کی تاریخ اور خاص طور پر مغرب میں حدیثِ قدسی پر دیر سے تحقیق ہونے پر ایک تاریخی تجزیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

B: The Divine Saying in Muslim Scholarship

اس فصل میں حدیثِ قدسی پر مسلمان علماء کرام کے تحقیقی و تاریخی کام کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے۔

C: The Divine Saying in Muslim piety

دریں فصل حدیثِ قدسی کو مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کی نظر میں مصنف نے ایک تقابلی جائزہ روایت و درایت سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

2: The Divine Saying in Early Islam

زیرِ مطالعہ باب میں حدیثِ قدسی کا از سرِ نو مطالعہ کیا گیا اور اس کو صوفیانہ زہد اور اسرائیلیات کے پس منظر میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالیہ باب چار فصلوں میں منقسم ہے۔

A: Early Sources of Divine Saying

فصلِ حاضر میں حدیثِ قدسی کے مصادر و مآخذ کو علمی و تحقیقی معیار پر پرکھا گیا ہے۔ اور مختلف طرق اور مجموعاتِ قدیمی کا دیگر طرق اور مجموعاتِ جدیدہ کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے۔

B: Forms of Early Divine Saying

ابتدائی حدیثِ قدسی کے مختلف قدیمی مجموعہ جات کا جائزہ لے کر جدید تحقیق کی روشنی میں احادیثِ قدسیہ کا مختلف روایات سے ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کا عمل پرکھا گیا۔ اور اس طرح حدیث کی اس قسم کی سند اور حجیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

C: The Material of Early Divine Saying

یہ فصل حدیثِ قدسی کے متن کے ضمن میں ایک تنقیدی جائزہ اور تکنیکی نکات پر مشتمل ہے جو کہ حدیثِ قدسی کے روایت کے ماخذ اور اس کی نوعیت پر بحث کرتا ہے۔

D: Themes of the Early Divine Saying

یہ فصل احادیثِ قدسیہ کی موضوعاتی اعتبار سے تقسیم پر مشتمل ہے۔

3. Conclusion: The Divine Saying as Divine Word and Prophetic Word

اس باب میں ولیم اے گراہم نے کتاب ھٰذا کے پہلے دو حصوں کا خلاصۃ البحث پیش کیا ہے۔

PART THREE: THE EARLY DIVINE SAYING: TEXTS, TRANSLATIONS, AND SOURCES

اس حصہ میں مصنف نے بغیر نمبر شمار دیئے دو ابواب شامل کیے ہیں:

1: Introduction to part three

اس باب میں حصہ سوم کا تعارف ہے۔ زیرِ نظر عنوان میں مصنف نے احادیثِ قدسیہ کے مختلف ذرائع کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے متن کے اعتبار سے اصولِ حدیث اور اسلوبِ تحقیق کے پس منظر میں تمام مجموعات کا اپنے انفرادی طریقہ کار کو کام میں لاتے ہوئے ایک تجزیہ پیش کیا جسے وہ اپنے آنے والے Text میں ملحوظِ خاطر رکھتا ہے۔

2: Texts, Translations andsources

اس باب میں مصنف نے متن (احادیثِ قدسیہ) کا اندراج جمع کرتے ہوئے اس کی مختلف روایات اور طرق کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اور ہر روایت کے ساتھ اسناد کا حوالہ دیتے ہوئے ان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ موصوف نے اکثر احادیث صحاحِ ستّہ سے منتخب کر کے ان کے متن کی تشریح کی ہے۔

APPENDICES

اس حصہ کو مصنف نے تین علیٰحدہ فصلوں میں ظاہر کیا ہے۔

A: Muslim Collections of the Divine Saying

B:Isnads to the Divine Saying in part three

C:Index to the Divine Saying in part three

کتاب کے آخر میں حوالہ جات، کتب اور مصادر و مراجع کی فہرست دی گئی ہے۔

نوٹ: مصنف نے ہر باب کے آخر میں حوالہ جات درج کئے ہیں۔

ANALYSIS

اس کتاب میں ولیم اے گراہم نے وحی الٰہی کو (بشمول حدیث نبوی و حدیث قدسی) اپنا موضوع بنایا ہے۔ وحی الٰہی کی مسلم معاشرہ اور مسلمانوں کی زندگی میں اہمیت کو مفصل بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں شیعہ سنی اختلاف کو وضاحت سے بیان کیا ہے[vi] مزید برآں وحی متلو اور وحی غیر متلو کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔

ولیم اے گراہم نے مقالہ میں احادیثِ قدسیہ کو ایک جگہ جمع کیا اور اپنی شب و روز کی محنت سے پرانے قلمی نسخوں سے لے کر آج کے دور تک لکھی جانے والی احادیث کی کتابوں سے جمع کر کے اس ذخیرہ احادیث کو ایک جگہ مرتب کیا جو کہ بہت اہم کام ہے۔[vii] موصوف نے احادیثِ قدسیہ والی روایات کو اچھے انداز میں پیش کیا۔ ان میں سے بعض بخاری و مسلم کی ہیں اور ان کے علاوہ دیگر کتب کی روایات بھی شامل ہیں۔ حدیثِ قدسی کے موضوعات کو اچھے انداز میں پیش کیا تاکہ پڑھنے والا اچھے طریقے سے حدیث قدسی کو سمجھ سکے۔ اس کتاب میں انہوں نے نوے احادیثِ قدسیہ کو پیش کیا ہے۔

ولیم۔اے۔ گراہم نے "تاریخ ارتقائے حدیثِ قدسی" اور خاص طور پر "تاریخ اصطلاحِ حدیثِ قدسی" پر بحث کی ہے اور زیادہ تر مسلمان علماء خاص طور پر محدثین اور صوفیاء کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں اپنے نظریات درج کرنے سے گریز کیا ہے۔ لفظ "حدیثِ قدسی" یا "احادیثِ الٰہیہ" کی اصطلاح کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اصطلاح اسلامی ادب میں کافی بعد میں استعمال ہوئی۔ مثال کے طور پر ابنِ خلدون نے اپنے "مقدمہ" میں بھی اس قسم کی حدیث کو باقاعدہ کوئی نام نہیں دیا۔[viii] مصنف کے مطابق یہ اصطلاح سب سے پہلے ابن العربی نے اپنے ایک مجموعے میں استعمال کی[ix]۔

مصنف الہامی کلام کے تین مجموعوں کی بات کرتے ہیں جن پر مغربی علماء نے زیادہ توجہ دی، ان میں ابن العربی، (1240/638) محمد المدنی، (1476/881) اور محمد المناوی (1621/1030) کے مجموعات شامل ہیں[x]۔ حدیثِ قدسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ مغربی علماء نے اس پر بہت کم توجہ دی۔[xi] حدیث قدسی پر پہلا شائع ہونے والا مضمون Joseph Von Hammer Purgstall کا تھا۔ جو ۱۸۵۱ء میں شائع ہوا۔ مغربی علماء میں سے Louis Massignon نے احادیث کے کردار اور صوفیانہ استعمال پر مضمون لکھا۔ صوفیاء کی وضع کردہ احادیثِ قدسیہ پر کام کیا[xii]۔ اسی طرح Zwemer نے بھی احادیث قدسیہ پر کام کیا ہے اور اس کو بائبل سے مستعار قرار دیا ہے۔ Noldeke[xiii] اور Schwallay بھی حدیث قدسی کو زیر بحث لائے ہیں۔[xiv]

مصنف نے اسلامی ادب کا گہرا مطالعہ کیا ہے تاہم وہ حدیثِ قدسی اور اقوالِ صوفیاء کے مابین فرق کو زیادہ واضح نہیں کر سکے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ قرآن کی حقانیت اور اعجاز کا اعتراف بھی کیا ہے۔[xv] لیکن اپنی کتاب کا آغاز ایک "موضوع" حدیث سے کرتے ہیں۔[xvi] حدیثِ قدسی کو سابقہ انبیاء کرام، اولیاء اور صوفیاء کرام کی زندگی کے خوبصورت واقعات کہہ کر گزر گئے ہیں اور ان کو آپ ﷺ کی ذات کی خوبصورت کہانیاں کہہ دیا اور کسی جگہ یہ کہہ دیا کہ راویوں نے حدیث کے اندر ایسی طرز سے الفاظ شامل کیے جن سے واضح ہونے لگا کہ یہ حدیثِ قدسی ہے۔ کسی جگہ اس کو صوفی پارسائی کی ایک اضافی شکل قرار دیا اور کسی جگہ اس کو پانچویں صدی کی اختراع کہہ دیا[xvii]۔ الغرض مغربی مفکرین کی سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے احادیثِ قدسیہ پر اعتراضات لگا کے اسے رد کر دیا۔

مصنف وحی الٰہی کو روحانی تجربات سے تعبیر کرتے ہوئے اسے مذہبی فلاسفروں اور مؤرخین کے لئے ناقابلِ فہم سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ تجویز کرتے ہیں کہ لفظی الہام کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ مغربی پس منظر کے پیشِ نظر مصنف کو اس سلسلے میں معذور سمجھنا چاہیے۔ مصنف قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں اور بعد کے مسلمانوں کے علم کا تقابلی جائزہ لیتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ حدیثِ قدسی کے افہام کے متعلق بعد کے مسلمانوں کا رویہ سخت اور غیر لچک دار ہے۔

مصنف نے احادیثِ قدسیہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ موجودہ فضلاء ان خدائی فرامین کو صوفیانہ جعلسازی قرار دیتے ہیں۔ مگر مصنف نے تحقیقی روایات کے مطابق اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا جسے ہم متعصبانہ رویے کا مظہر ہی قرار دے سکتے ہیں[xviii]۔ جہاں تک روایتِ حدیث اور سندِ حدیث کا تعلق ہے تو محدثین نے اس خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں اس کے لئے کہیں وہ بڑے بڑے سفر کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں راویوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے تگ ودو کرتے۔ ان کی

کاوشوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس کے لئے با قاعدہ علم اسماء الرجال وجود میں آیا۔ اسی طرح سے اصولِ حدیث اور الجرح والتعدیل جیسے علوم وجود میں آئے۔ اسناد اور واقعات کی چھان بین اور تحقیق کا شرف دنیا کے کسی اور مذہب کو حاصل نہیں سوائے اسلام کے۔

موصوف مسلم امت کا رسولِ خدا کے بعد اپنے آپ کو قرآن و حدیث سے منسلک کر لینا اور ان دونوں کو قانونی بنیاد بنانا ایک اہم کارنامہ قرار دیتے ہیں تاریخی طور پر علمِ اصولِ فقہ کی رسمی تدوین سے بھی پہلے یہ ابتدائی ماخذ یعنی قرآن و سنت مسلمانوں کی زندگی میں، حتمی اور معتبر ہدایت کے طور پر قائم و مسلّم ہو چکے تھے۔ حدیثِ قدسی کو ابتدائی مسلمانوں کی نظر میں بطور نظر انداز شدہ مواد بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔[xix]

مصنف گولڈ زیہر اور ٹار انڈرائے جیسے متشدد مستشرقین سے بہت زیادہ متاثر ہیں اور طرزِ بیان ایسا اختیار کرتے ہیں کہ جہاں اپنی رائے کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے سب سے پہلے دیگر مستشرقین کا قول لاتے ہیں بعد میں اس کی تائید میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں مثال کے طور پر گولڈ زیہر کا یہ کہنا کہ ''قرآنی متن میں جس قدر اختلاف اور بے یقینی پائی جاتی ہے کسی اور شرح اور مذہبی صحیفے میں نہیں'' مصنف اس کو بے ادبی پر محمول کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی اس کی بے ادبی کا جواز بھی یہ کہتے ہوئے پیدا کر دیتے ہیں کہ ''یقیناً وہ درست ہے جب وہ یہ مشاہدہ کرتا ہے کہ اوائل کے سالوں میں محمد (ﷺ) کے وصال کے بعد ظاہری طور پر ایک ہی بے قاعدہ، آزاد اور انفرادی حسِ آزادی نے غلبہ کیا جس کے نتیجہ میں قرآن کے اصلی متن کو اصل مقصد کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا'' [xx] اور اس بارے میں کوئی حوالہ نہیں دیتے۔

قرآن کے بعد مستشرقین کا دوسرا بڑا ہدف ہمیشہ سے آپ (ﷺ) کی ذات ہی رہی ہے۔ Andrae کی کتاب Muhammad the Man and His Faith کا حوالہ دیتے ہوئے ذاتِ پیغمبر کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ اور یہ الزام لگایا ہے کہ ان کے ساتھیوں نے یا انہوں نے خود اپنی ذات کو مافوق البشر ہستی بنا ڈالا۔[xxi] اور کبھی قرآن کے ساتھ ذاتِ رسول کا تقابل کرتے ہیں[xxii] مثال کے طور پر مصنف سورۃ والضحیٰ کی آیت وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ[xxiii] کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''قرآن کا پیغام اور محمد (ﷺ) کی تبلیغی مساعی، دونوں ہی ناقابلِ خطا ہیں اور اس امر پر زور دیتے ہیں کے خدائی پیغام کہ بالمقابل، محمد (ﷺ) کی نسبتاً کوئی اہمیت نہیں ہے۔''[xxiv] اس کام میں اپنے پیش رو مستشرقین ٹار اینڈرائے، جیمز رابسن[xxv] اور منٹگمری واٹ[xxvi] کے افکار کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں۔

ولیم۔اے۔ گراہم سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے قرآنی متن ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے صحابہ کرام کا اختلاف ذکر کرتے ہیں۔[xxvii] یہ سوال اس لئے پیدا ہوا کہ بعض ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن کی سورتیں شمار نہیں کیا کرتے تھے اور جو مصحف اُنہوں نے مرتب کیا تھا اُس میں بھی یہ

سورتیں موجود نہ تھیں جسے علامہ سیوطی نے خبرِ واحد کے ذریعے ذکر کیا ہے۔[xxviii] اور پھر علامہ سیوطی ہی حضرت عبد اللہ بن مسعود کی سند سے معوذتین کے نزول کے متعلق یہ حدیث لا کر اس شبہ کا ازالہ کر دیتے ہیں:

"اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلھن المعوذتین"[xxix]۔

مگر مصنف اس کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ نظریے پر قائم رہتے ہیں۔

خلاصۃ البحث

ولیم اے گراہم کی کتاب کا موضوع حدیثِ قدسی اور وحی الٰہی ہے۔ جس میں انہوں نے وحی اور حدیثِ قدسی کا تجزیاتی جائزہ لے کر اس پر مکمل بحث کی ہے۔ ولیم اے گراہم نے تاریخ حدیث میں ان معیاروں کو سراہا ہے جو ہمارے محدثین نے مقرر کیے ہیں۔ موصوف دوسرے مستشرقین کے مقابلے میں لچکدار رویے اور نظریے کے حامل ہیں۔ جہاں تک ولیم اے گراہم کی تنقید کا تعلق ہے تو انہوں نے تاریخِ اسلام میں کسی حد تک تصوف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے حقّانی پہلو کو نظر انداز بھی نہیں کیا۔ حدیثِ قدسی اور قرآن کے متن میں یکسانیت اور مشابہت کو تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے خیال میں شروع کے اسلام میں ان دونوں کا باہم مل جانا بہت حد تک ممکن ہے۔ وہ اس نقطے کی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلام میں حدیث عام طور پر اور بالخصوص حدیثِ قدسی کا خصوصی علم الحدیث مقابلۃً بعد کی ارتقاء ہے۔

مصنف نے جو کام کیا ہے اس کے قابل اعتراض پہلو یہ ہیں۔

۱۔ واقعہ معراج کو اس نے افسانوی ارتقاء قرار دیا ہے۔

۲۔ احادیث قدسیہ کو اس نے صوفیاء کی جعلسازی قرار دیا ہے۔

۳۔ معوذتین کے حوالے سے مصنف نے صحابہ کرامؓ کے اختلاف کو غلط رنگ دے کر اشکال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۴۔ قرآن اور ذات رسول ﷺ کو ایک دوسرے کے مد مقابل کی حیثیت سے پیش کر کے قرآن کے مقابلے میں آپ ﷺ کو بے حیثیت قرار دیا ہے جو کہ ان کا اپنا من گھڑت نظریہ ہے جس کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

۵۔ بنیادی طور پر وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ صدر اسلام میں قرآن اور حدیث قدسی میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں تھا اور دونوں کو تقریباً ایک ہی چیز سمجھا جاتا تھا لیکن بعد کے علماء اسلام نے ان دونوں کے بارے میں شدت اختیار کرتے ہوئے ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ مؤلف کا یہ نقطہ نظر سراسر غلط اور دلائل کی میزان میں بودا ثابت ہوتا ہے۔

الغرض مصنف نے اصول تحقیق سے ہٹ کر اپنی تحقیق کو غلط انداز میں اور مستزرقین کے طریقہ کار کے مطابق بیان کیا ہے۔اور اپنی تحقیق کو غلط انداز میں بیان کر کے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ھے۔اس لیے موجودہ دور کی یھ ضرورت تھی کھ مستشرقین میں سے ولیم اے گراہم کے عقائد و نظریات اور اس کی تعلیمی قابلیت کو واضح کیا جائے۔تا کہ قاری کو اصل حقائق کا پتا چل سکے۔

حوالہ جات

---

[i]: الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی (مطبوعہ ضیاء القرن پبلیکیشنز، لاہور) 6/123

[ii]: الندوی، ابوالحسن علی، الاسلامیات بین کتابات المستشرقین (موسسۃ الرسالۃ، بیروت) ص15-16

[iii]: غراب، دکتور عبدالحمید، رویۃ اسلامیہ للاستشراق (الریاض ۱۹۸۸ء) ص7..8

[iv]: البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، الجامع الصحيح المختصر، دار ابن كثير، اليمامة-بيروت، الطبعة الثالثة، 1407 – 1987، باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وروايته عن ربه، رقم الحديث: 7099، 6/2741

[v]: www.hds.harvard.edu/people/faculty/William-a-graham

[vi]: Ibid,p:38

[vii]: Ibid, p:58. Ibid, p:117

[viii]: Ibid, p:57. Ibid, p:58.

[ix]: Ibid, p:57.

[x]: Ibid, p: 52.

[xi]: Ibid, p: 51.

[xii]: Ibid, p:53.

[xiii]: Ibid, p:54.

[xiv]: Ibid,p:52.

[xv]: Ibid, p: 58.

[xvi]: Ibid, Preface.

[xvii]: Ibid, p: 108

[xviii]: Ibid, Preface.

xix: Ibid, Preface.

xx:. Ibid, P:30.

xxi: Ibid, p:14

xxii: Ibid, p:15.

xxiii: الضحیٰ:93/7

xxiv: Ibid, p:14

xxv: Robson, Material of Tradition, p:179.

xxvi: P:31. Watt, Montgomery, Mohammad Prophet and Statesman, Oxford universities press London, 1961

xxvii: Ibid, p:31

xxviii: السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، الدر المنثور، (دارالفکر بیروت، 1993م)8/683۔

xxix: ایضاً، 8/684۔